شہادت عظمیٰ میں مخدرات عصمت کا حصہ

ذاکر شام غریباں عمدۃ العلماء آیۃ اللہ سید کلب حسین صاحب قبلہ

واقعہ شہادت حسینؑ ابتدائے خلقت عالم سے اس وقت تک اور یقین ہے کہ قیام قیامت تک تمام دنیا کے المیہ واقعات میں اپنی آپ ہی نظیر ہے اور یونہی بے نظیر رہے گا۔ اس وجہ سے کہ حریت کے اتنے دلدادہ بیک وقت ایسے ثبات قدم کے ساتھ شہید نہیں ہوئے اور اس وجہ سے کہ اتنی بڑی تعداد میں حق کے فدائی کسی قربان گاہ پر نظر نہیں آئے اور اس وجہ سے کہ یوں باطل شکنی کا عہد کر کے کسی گروہ نے اپنے سر بارگاہ الٰہی میں نذر نہیں کئے اور اس وجہ سے کہ کبھی کسی دور میں بقائے دین و مذہب کے واسطے سیکڑوں بوڑھوں، بچوں، جوانوں اور عورتوں نے یوں منازل صبر کی جادہ پیمائی نہیں کی۔ اور اس وجہ سے کہ عالم کے کسی فداکار نے بظاہر شکست اٹھا کر یوں فتح کا تاج نہیں پہنا۔ اور اس وجہ سے کہ بہتر تو بہتر عالم میں ایک شہید بھی ایسا نظر نہیں آیا جس نے تمام مذاہب عالم بلکہ تمام بافہم طبقہ کی نگاہیں یوں اپنی طرف کھینچ لی ہوں جس طرح امام حسینؑ اور ان کے بہتر فدائیوں نے اپنی طرف کھینچ لیں۔

ان شہدا کے کارنامے تو زبان زد خاص و عام ۱۲ھ سے رہے اور قیامت تک رہیں گے مگر صنف نازک یعنی مخدرات طہارت نے جو خدمات اس فداکاری اور شہادت عظمیٰ میں انجام دیئے ان پر فلسفیانہ نظر بہت کم ڈالی گئی۔ اس لئے میں آج کی صحبت میں خصوصیت سے ان اعلیٰ مرتبت مخدرات عصمت ہی کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں جن کا حصہ ان کی تکلیف شرعی کو دیکھتے ہوئے شہدائے راہ خدا سے کسی طرح کم نظر نہیں آتا۔ سب سے پہلے تو مجھ کو سیدہ زنان عالم ہی کا شکرگزار ہونا ہے کہ اگر ہماری یہ شاہزادی رد بلا کی دعا کرتی تو ہمارا ایمان ہے کہ امتحان حسینی اپنی راہیں بدل کے رہتا مگر اس رنج و محنت اٹھا کر پرورش کرنے والی ماں نے امت کے خیر و فلاح کو اپنے جذبات مادری پر مقدم کر کے اپنے نور نظر کی شہادت منظور کر لی۔ اس کے بعد جناب ام سلمہؓ ہیں کہ عالم پیری میں اپنے پروردۂ آغوش نواسہ کو سینہ سے لگا کر رخصت کیا اور تمام امانات و تبرکات معصومینؑ کی امانت دار رہیں جن کو امام زین العابدینؑ کی واپسی مدینہ کے وقت آپ کے سپرد کیا۔ پھر اس کے بعد جناب ام البنین والدۂ محترمہ جناب عباسؑ ہیں کہ ان معظّمہ نے اپنے چار شیر سے فرزند امام حسینؑ پر نثار ہونے کے واسطے ہمراہ رکاب حسینی کر دیئے اور شہادت کی خبر سننے کے بعد گریہ کرتی تھیں تو امام حسینؑ کا نام لیکر روتی تھیں اپنے فرزندوں کا نام بھی نہ لیتی تھیں۔

اس سے آگے بڑھ کے ہم کو جناب حبیب ابن مظاہر کی زوجہ کا ذکر کرنا ہے، عورتیں کبھی بیوہ ہونا گوارہ نہیں کرتیں ان کے واسطے بیوگی سے موت بدرجہا بہتر نظر آتی ہے۔ مگر جب امام حسینؑ نے اپنے اس بچپنے کے دوست کو رجُل فقیہ کا خطاب دیتے ہوئے خط لکھ کر اپنی مدد کے واسطے بلایا اور حبیب ابن مظاہر نے بمصلحت وقت اپنی زوجہ کا امتحان لینے کے واسطے کہہ دیا کہ شاہوں کے معاملہ میں ہم کو دخل دینے کی ضرورت نہیں تو زوجہ ہی

نے حبیب کو بہ اصرار امام حسینؑ کی نصرت کے واسطے روانہ کیا۔ پھر اسی کوفہ میں ایک منظر اور ملتا ہے جہاں سعید ابن عبداللہ دو پہر کے وقت اپنی نوجوانی کی نیند اپنے مکان میں سو رہے ہیں اور ضعیف العمر ماں کسی ضرورت سے بازار جاتی ہے اور سنتی ہے کہ میرے مظلوم امام پر لشکر کشی ہو رہی ہے، گھر میں آ کر فرزند کا شانہ ہلا کر بیدار کرتی ہے۔ زوجہ کے پہلو سے اٹھا کر الگ لاتی ہے اور تمام واقعہ بیان کر کے حکم کرتی ہے کہ میرے مولا کی نصرت کو جا مگر تیری زوجہ تازہ دولہن ہے اس کو خبر نہ کرنا بہت پوشیدگی سے روانہ ہونا۔ یہ باتیں زوجہ نے سن لیں اور جب سعید سامان سفر مکمل کر کے روانہ ہونے لگے تو زوجہ نے اپنا تمام زیور ہاتھ باندھ کر سامنے پیش کر دیا کہ شاید سفر میں خرچ کی ضرورت ہو تو اس راہ آخرت میں میرا یہ ہدیہ قبول کر لو۔ میں ان کمزور ایمان والوں میں نہیں ہوں جو راہ خدا میں فدا ہونے سے روکوں، حسینی قافلہ جب ریگستان عرب کی سخت ترین گرمی میں راہوں کے نشیب و فراز گزار رہا تھا تو ہم کو زہیر قین کی زوجہ دیلم بنت عمر کو نظر انداز نہ کرنا چاہئے۔ جو شوہر کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھی کھانا کھا رہی تھی۔ اور خیمہ کے در سے خبر آئی کہ حسینؑ ابن علیؑ کا پیغامبر آیا ہے جن کا قافلہ زہیر کے قافلہ کے قریب اترا ہوا تھا زہیر نے پیغامبر کو بلایا اور اس نے پیغام پہونچایا کہ تم کو میرے مولاؑ نے طلب کیا ہے۔ زہیر کا رنگ اڑ گیا چہرہ متغیر ہو گیا زوجہ نے سبب دریافت کیا گھبرا کیوں گئے۔ زہیر نے جواب دیا کہ میں ڈرتا ہوں کہ حاکم وقت حسینؑ سے خلاف ہے اس وجہ سے الگ الگ رہتا تھا۔ زوجہ نے سمجھایا کہ بہت بری بات ہے کہ رسولؐ کا فرزند تم کو بلائے اور تم نہ جاؤ مدد کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے مگر جا کے سن تو آؤ کہ کیا فرماتے ہیں۔ زہیر آئے امام حسینؑ نے کچھ فرمایا اور زہیر کے دل پر نور ایمان کی اتنی گہری چوٹ پڑی کہ اپنے قافلہ میں واپس آ کے تمام مال و زر راہ خدا میں لٹا دیا کنیز و غلام آزاد کر دیئے۔ زوجہ کو رخصت کر دیا کہ اپنے گھر جاؤ زوجہ نے جاتے جاتے آنکھوں میں آنسو بھر کے کہا کہ شہادت تم کو مبارک مگر جب بہشت میں میری شاہزادی کی خدمت میں جانا تو مجھ کو بھول نہ جانا کہ میں ہی نے تم کو امام کی خدمت میں بھیجا تھا۔

اس کے بعد خاص کربلا میں وہ عورتیں نظر آتی ہیں جو اپنے بچوں کو گلے لگا لگا کر حسینؑ کے اوپر نثار کرتی ہیں، جیسے مادر وہب جس نے اپنے نوجوان فرزند کو خدا کی راہ میں شہید ہونے کے واسطے بھیج دیا۔ یا زوجہ وہب جس نے میدان میں آ کر آواز دی کہ تم پر میری جان قربان جب تک دم میں دم ہے حسینؑ کی مدد میں کمی نہ کرنا۔ آخر اس مومنہ نے خود بھی غلام شمر کے گرز سے شہادت پائی یا زوجہ جناب مسلمؑ جو ابھی پورے طور سے شوہر کو رونے بھی نہ پائی تھیں کہ بارہ برس کے کمسن بچے کو میدان شہادت میں پیش کر دیا۔ اس کے بعد خود اہلبیتؑ حسینؑ جن میں سے کسی نے بڑے اطمینان کے ساتھ اپنے دو بچے عون و محمدؑ نذر راہ خدا کئے۔ جناب ام فروہؑ نے قاسمؑ سا حسین و مہ جبین درگاہ باری میں پیش کر دیا۔ اور آنکھ میں آنسو نہ آئے۔ جناب لیلیٰ نے علی اکبرؑ کو گلے سے لگا کر رخصت کیا اور صبر و سکون سے دل کا گہرا زخم دیکھا۔ یہ تمام وہ منازل تھے جن سے مخدرات عظمت قبل شہادت امام حسینؑ گزرے مگر بعد شہادت امام حسینؑ تو شہادت کی تبلیغ واقعات کا نشر اس مظلوم کی حقیقت کو ہر کان تک پہونچانا۔ دین حق کا اعلان، مظالم یزید سے دنیا کو آگاہ کرنا، اپنے امام کے مشن کی تکمیل کرنا، صرف اہلبیتؑ حسینؑ ہی کا کام تھا۔ تنگ نظر، کم عقل، نافہم، اعتراض کرتے ہیں کہ جب امام حسینؑ کو معلوم تھا کہ میں کربلا میں اطمینانی زندگی بسر کرنے نہیں جا رہا ہوں بلکہ میرے اس سفر کا نتیجہ شہادت ہے تو عورتوں اور بچوں کو کیوں ساتھ لائے۔

مگر واقعات نے بتایا کہ بچوں کی شہادت نے حسینؑ کی مظلومیت کو اتنا بلند کر دیا کہ آج ہر کافر کی نگاہ سب سے پہلے پڑتی ہے تو جناب علی اصغرؑ ہی کے زخم گلو پر۔ یونہی اگر صرف مرد ہی حسینؑ کے ساتھ ہوتے اور وہ سب میدان جنگ میں شہید ہو جاتے تو کون کہہ سکتا ہے کہ دشمن اپنے ظلم و ستم اور حسینؑ کی مظلومی اور حق پروری کا تمام دنیا میں اعلان کرتے۔ وہ تو جہاں

تک ہوتا امام حسینؑ کو خطا وار ہی ثابت کرنے کی کوشش کرتے۔ اس صورت میں شہادت حسینؑ کے اثرات اور عظمت صرف کربلا کی زمین اور یوم عاشورہ میں گھر کر ختم ہوجاتی۔مگر یہ صرف اہلبیتؑ اطہار تھے۔جن کے شانوں کی رسیوں اور در بدر اسیر ہوکر پھرنے نے تمام عالم کو لرزہ براندام کردیا۔ ہر انسان کی تلاش واقعات اور حالات کی جستجو نے تمام حسینی کارناموں کو دنیا کی نگاہوں تک پہونچادیا۔ اگر کچھ نہ ہوتا تو صرف اسیروں کا قافلہ ہی نشر واشاعت شہادت حسینؑ کے واسطے کافی تھا۔مگر مزید احتیاط کی بنا پر ان مخدرات بیت رسالت نے جن کی آواز بھی کبھی کسی غیر نے نہ سنی تھی بدرجہ مجبوری راہ کوفہ دربار ابن زیاد، راہ شام اور دربار یزید میں خطبے پڑھے۔انتہائی صبر واستقلال اور علیؑ کی شان شجاعت کے ساتھ حکام وقت کو دنداں شکن جوابات دیئے اور اپنے بھائی اپنے باپ جد بزرگوار کی صحیح تعلیم اور حقیقت دنیا پر روشن کردی۔

سب سے پہلے گیارہ تاریخ دوپہر ڈھلنے کے بعد خیموں کی آگ سے مجبور ہوکر اہل حرم نکلے اور بھائی کی لاش بے سر کے قریب آکر جناب زینبؑ نے مدینہ کا رخ کرکے آواز دی **(یا جداہ صلے علیك ملیك السماء)** اور اس دردناک نوحہ میں یہ بھی بتادیا کہ ہم کون ہیں اور حسینؑ کون تھے اور ان کے ساتھ دشمنوں نے کیا سلوک کیا۔اس نوحہ کے بعد دوسرا نوحہ شروع کیا **(وا محمداً بناتك السبایا)** اے محمدؐ آج آپ کی بیٹیاں قید ہوکر جارہی ہیں اور آپ کا فرزند گلا کٹائے پڑا ہے۔کوفہ کے بازاروں میں آل محمدؐ ہی نے بتایا **(نحن اساری آل محمدؐ)** ہم قیدی آل محمدؐ ہیں کوفہ کا بھرا ہوا بازار تھا اور اس میں رسولؐ کی بڑی نواسی علیؑ کی نورنگاہ اور وہ جو اپنی آنکھوں سے بہتر لاشیں بے سر دیکھ کے آئی تھیں جن کے خیمے جل چکے تھے، اسباب لٹ چکے، رسن بستہ ترک ودیلم کے قیدیوں کی طرح بے پردہ کجاوؤں میں گزر رہی تھیں اور اس عالم میں تبلیغ کا فریضہ ادا کرتے ہوئے بڑی سے بڑی مجبوریوں سے زبان فیض ترجمان کو حرکت ہوئی اور وہ بھی خاندان رسالت کی شان لئے ہوئے یعنی سب سے پہلے حمد خدا اور اس کے بعد رسولؐ پر درود مگر یہ بتاتے ہوئے کہ ہم سے رشتہ کیا تھا۔فرماتی ہیں **(والصلوٰۃ علیٰ ابی محمدؐ وآلہ الطیبین الاخیار)**۔خدا کا درود وسلام میرے باپ محمد مصطفیٰؐ اور ان کی آل پر جو پاک وپاکیزہ ہیں اور خدا کی برگزیدہ ہیں۔اس کے بعد فرماتی ہیں **(یا اهل الکوفه یا اهل المکر والفجور)** اے کوفہ والو، اے مکارو!، اے غدارو! تم رو رہے ہو حالانکہ ابھی تو ہماری آنکھوں کے آنسو خشک بھی نہیں ہوئے، تمہاری مثال اس عورت کی سی ہے جس نے اپنا کاتا ہوا رشتہ پھر ریشہ ریشہ کردیا.....تم میں تو مکاری اور غداری خودستائی، چاپلوسی، جھوٹ اور دغابازی کے سوا کچھ بھی نہیں.....تم نے اپنے دامن پر وہ دھبہ لگایا جو قیامت تک نہیں چھوٹ سکتا۔اور کیونکر دھل سکتا ہے تم نے فرزند رسولؐ کو قتل کیا، سردار جوانان جنت کو شہید کیا۔

وہ تمہارا ملجاء وماویٰ تھا۔تمہارا سید وسردار تھا، وہ حجت خدا تھا۔ تم نے آخرت کے واسطے بدترین ذخیرہ فراہم کیا تم پروائے ہو، تم جانتے بھی ہو کہ تم نے رسولؐ کا جگر ٹکڑے ٹکڑے کردیا تم نے رسولؐ کا عہد توڑ دیا تم نے اہل عصمت وطہارت کو بے پردہ کردیا۔

جب بڑی شاہزادی خطبہ ختم کرچکی تو حسینؑ کی نورنظر فاطمہ کبریٰ نے باپ دادا کی فصاحت وبلاغت کے ساتھ خطبہ شروع کیا۔ **(الحمد لله عودالرمل والحفی)** خدا کی حمد وثنا باریک ذروں بقدر تعداد ریزہ ہائے سنگ۔میں گواہی دیتی ہوں کہ محمدؐ خدا کے رسولؐ برحق تھے۔اسی رسولؐ کے فرزند کو بے جرم وخطا فرات کے کنارے شہید کیا۔میں خدا کی پناہ مانگتی ہوں کہ کبھی میری زبان پر جھوٹ جاری ہو۔تو نے ہی رسولؐ سے عہد کیا تھا کہ علیؑ کی خلافت پر لوگوں سے بیعت لیں۔ پروردگارا لوگوں نے علیؑ کی خلافت چھین لی اور ان کو اس طرح قتل کیا جس طرح کل ان کے فرزندوں کو زمین غاضریہ پر ان لوگوں نے قتل کیا جو زبانی مسلمان تھے اور درحقیقت کافر تھے۔ان لوگوں نے حسینؑ مظلوم کی مدد نہ کی، نصرت نہ کی۔ یہاں تک کہ میرا مظلوم باپ پاک

و پاکیزہ سیرت کے ساتھ فضائل ومناقب کے جواہرات سے آراستہ تیری بارگاہ میں حاضر ہوگیا۔ میرے باپ نے تمام عمر گمراہوں کو راہ راست پر لانے صراط مستقیم دکھانے اور تیرے دشمنوں سے جنگ کرنے میں گزاردی۔ یہاں تک کہ تو خوش ہوگیا۔ اہل کوفہ ہمارے ذریعہ سے خدا نے تم سب کا امتحان لیا۔ علم خدا، فہم قرآنی ہمارے پاس ہے، ہم ہی اس کے حکمت کے خزانہ دار ہیں۔ ہم ہی خدا کی حجت ہیں، تمام روئے زمین اور تمام دنیا کے بندوں پر، خطبہ بہت طولانی ہے جس کے مختصر اقتباسات ہدیۂ ناظرین کئے گئے۔ جناب فاطمہؑ کبریٰ کے بعد جناب ام کلثومؑ نے اپنے کلام بلاغت نظام سے اہل کوفہ کے دل ٹکڑے ٹکڑے کردیئے۔ مرد چیخیں مار مار کے رونے لگے، عورتوں نے بال کھولے اور گریبان پھاڑے، منھ پر طمانچے مارنا شروع کئے۔ اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ جتنا شور گریہ و بکا اس دن کوفہ میں بلند تھا ایسا شور گریہ عالم میں کبھی بلند نہ ہوا تھا۔ زینبؑ خاتون کی سی بے بس ستم رسیدہ دل شکستہ ابن زیاد کے دربار میں داخل ہوتی ہے اور یہ ملعون زبان طعن وتشنیع دراز کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اس خدا کا شکر جس نے تم کو رسوا کیا اور تم کو قتل کیا، اور تمہارے جھوٹ کو ظاہر کردیا۔ شاہزادی اعلان حق کرتے ہوئے ارشاد کرتی ہے (الحمد اللہ الذی اکرمنا بنبیہ محمدؐ) اس کا شکر جس نے ہم کو اپنے نبیؐ محمد کے ذریعہ سے بزرگی عطا کی اور ہم کو ہر برائی سے کامل طہارت دی۔ (ہم کیوں رسوا ہونے لگے) خدا تو بدکار، فاسق، گنہگار جھوٹے کو ذلیل وخوار کرتا ہے اور وہ ہم نہیں ہیں دوسرے ہیں۔ ابن زیاد کہتا ہے کہ تم نے دیکھا کہ خدا نے تمہارے بھائی سے کیا سلوک کیا۔ شاہزادی نے جواب دیا کہ ابن زیاد! میں نے ان کے واسطے اچھائی کے سوا کوئی برائی نہیں دیکھی۔ ایک دن وہ اور تم پیش پروردگار عالم حاضر ہوگے اس دن جواب کی تیاری کر رکھو۔ مگر یاد رکھو کہ جواب ممکن نہیں۔ اس کے بعد علیؑ کی شیر دل بیٹی فرماتی ہیں (فانظر۔۔۔ یابن مرجانہ) اس دن دیکھ لینا کہ کامیاب کون ہوا اور مرجانہ کے بچے تیری ماں تجھ کو روئے۔ آخر کلام میں ابن زیاد نے گستاخانہ عرض کیا کہ یہ تو بڑی شاعرہ ہیں اور ان کے باپ بھی ایسے ہی تھے۔ شاہزادی نے فرمایا کہ ان مصائب وآلام میں شاعری کیسی مگر تعجب مجھے ان لوگوں سے یہ ہے جو اپنے امام کو قتل کرتے ہیں باوجودیکہ ان کو یقین ہے کہ قیامت میں اس کا بڑا ابرا انتقام ضرور لیا جائے گا۔

جناب ام کلثومؑ نے ارشاد فرمایا کہ ابن زیاد اگر میرے بھائی کو قتل کرکے تیرے دل میں ٹھنڈک پڑ گئی تو رسولؐ کے دل میں ٹھنڈک پڑتی تھی اسی حسینؑ کے دیکھنے سے۔ رسولؐ حسینؑ کے لب ہائے مبارک کو چوستے تھے، ان کو اور ان کے بھائی کو اپنے کاندھوں پر سوار کرتے تھے۔ لہٰذا قیامت کے دن رسولؐ سے جواب دہی کر لینا۔

دنیا انصاف کرے کہ اگر اہل حرم نہ ہوتے تو کون اس طرح اعلانِ حق کرتا، کون ایسے دنداں شکن جواب دیتا۔ کون مصیبت کی داستان بیان کرکے حسینی مشن کو کامیاب بناتا۔''

(ماخوذ از اخبار سرفراز لکھنؤ محرم نمبر ۱۷ ستمبر ۲۷؁ ۱۳۹ھ ص ۸ و ۹)

❀ ❀ ❀

(صفحہ ۷ کا بقیہ [سید الشہداء کے قاتلوں کے۔۔۔])

کے لئے اس بات کی گواہی دی تھی کہ یہ دونوں بھائی سردار جوانان اہل بہشت ہیں۔

یہ خدا پر جرأت تھی اور دین خدا کا انکار تھا اور رسولؐ کی کھلی ہوئی عداوت تھی اور پیغمبرؐ کی ذریت سے جنگ تھی اور پیغمبرؐ کی حرمت کی توہین تھی فرزند پیغمبرؐ اور اس کے اہلبیتؑ کو یوں قتل کیا جیسے کوئی ترک ودیلم کو قتل کرتا ہے اور اسی طرح بیباک ہوکر جیسے خدا کے عذاب کا خطرہ نہ ہو اور نہ اس کی انتقام کی کوئی حیثیت ہو، آخر کار خدا نے اس کی زندگی قطع کردی اور اس کی اصل وفرع کو ناپید کردیا اور جو چیزیں اس کی زیر حکومت تھیں ان سب کو سلب کرلیا اور اس کے لئے وہ عذاب جس کا وہ مستحق تھا مہیا کیا۔

(ماخوذ از ماہنامہ الواعظ لکھنؤ فروری ۱۹۲۲ء ص ۱۳ تا ۱۶)

❀ ❀ ❀